حبیب الرحمٰن بٹالوی

چلّو میں اُلّو

ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر کی چھت پر تعمیر کا کام ہورہا تھا۔ مستری، مزدور پردے کی آواز دے کر اوپر چلے جاتے۔ سارا دن کام میں لگے رہتے۔ ایک مستری نے مجھے کہا صاحب! آپ سے ایک بات کرنی ہے۔ میں نے کہا بتاؤ، کہنے لگا ہم چھت پر کام کررہے ہوتے ہیں کہ سامنے والی کوٹھی کے صحن میں اس کا مالک نہانے آجاتا ہے۔ میں نے کہا اس میں تمھیں کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ مگر وہ برہنہ نہا رہا ہوتا ہے۔ میں نے کہا تمھیں اس سے کیا غرض کہ کوئی اپنے گھر میں کیسے نہا رہا ہے۔ تم اپنے کام سے کام رکھا کرو۔ اوّل تو ایسا ممکن نہیں۔ تمھیں ضرور کوئی مغالطہ ہوا ہوگا۔ کہنے لگا۔ اچھا! کسی دن آپ کو دکھا دیں گے۔ چنانچہ ایک دن مستری نے مجھے اوپر بلایا اور میں نے دیکھا کہ واقعی گھر کا مالک، ٹونٹی کے نیچے بیٹھا نہا رہا ہے اور بالکل برہنہ ہے۔ میں کیا کرسکتا تھا!

میں نے ایک دن اپنے ایک دوست سے ایسے ہی بات کی۔ وہ کہنے لگا۔ وہ میرا جاننے والا ہے۔ کسی دن اس کے ہاں چلیں گے اور اس سے بات کریں گے۔ میں نے کہا۔ آپ کیسے بات کریں گے؟ لڑائی ہوجائے گی۔ بات ہی ایسی ہے۔ کہنے لگے۔ تم چلو تو سہی! چنانچہ ایک دن ہم دونوں اس ہمسائے کے گھر گئے۔ وہ صاحب بڑی مروّت سے پیش آئے۔ چائے منگوائی۔ میز پر انواع واقسام کے کیک بسکٹ، مٹھائی چن دی گئی۔ چائے کے دوران میرے اس دوست نے ان سے کہا۔ یار حد ہوگئی۔ تمہارے گھر کے صحن میں تمہارا کوئی ملازم روزانہ نہاتا ہے۔ اور ننگا نہاتا ہے۔ وہ سامنے مستری مزدور کام کر رہے ہیں۔ بڑے جز بز ہوتے ہیں۔ کہنے لگا۔ میرے نوکروں کی یہ جراءت؟ اس نے آواز دی۔ اس کے کوئی پانچ چھے ملازم تھے۔ سب آگئے۔ اس نے کہا تم میں سے کون بدبخت ہے جو روزانہ میرے صحن میں برہنہ نہاتا ہے۔ مجھے بتاؤ ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گا۔ تمھیں یہ ہمت کیسے ہوئی کہ میرے گھر کے صحن میں تم ایسے نہاؤ۔ یہ میرے لیے بدنامی کا باعث ہے۔ میں مار مار کے تمہارا بھرکس نکال دوں گا۔ وہ ملازم بے چارے خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ کہنے لگے۔ صاحب! ہم آپ کے گھر میں یہ جراءت کیسے کرسکتے ہیں؟ ہم تو یہاں کبھی نہائے ہی نہیں۔ وہ صاحب ہم سے کہنے لگے۔ دیکھو! میری کوٹھی کے کئی باتھ روم ہیں اور سارے کے سارے، غسل وغیرہ سے متعلق، قیمتی سامان سے آراستہ ہیں۔ ایسے لگژری واش روم کے ہوتے ہوئے کون بے وقوف ہے جو باہر نہائے گا۔ آپ کے لوگوں کو ایسے ہی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔

قارئین کرام! ہم نامراد و ناکام، بے نیل و مرام واپس آئے۔ راستے میں میرے دوست نے مجھے بتایا کہ یہ آدمی شراب پیتا ہے۔ اور شراب پینے والے کی دماغی حالت ایسے ہی ہوتی ہے۔ اسے شادیاں کرنے کا بڑا شوق ہے۔ حال

ہی میں اس نے اپنی ایک نوکرانی سے شادی کی ہے۔ شراب خانہ خراب نے اس کی یہ حالت بنا رکھی ہے اور ؎

اوّل شر بشر میں ہے پھر شر شراب میں
ممکن نہیں شراب پئیں اور شر نہ ہو!

قارئین! کہتے ہیں شراب آدمی کے اندر جاتی ہے تو آدمیت باہر آ جاتی ہے۔ چُلّو بھر شراب، آدمی کو اُلّو بنا دیتی ہے۔ شراب نفس کو بے قابو کر دیتی ہے۔ اپنے پرائے کا ہوش نہیں رہتا۔ شراب دیا سلائی دکھانے سے مشتعل ہو جاتی ہے۔ ذرا تصور میں لائیں کہ اس سے شرابی کا جسمانی اور ذہنی طور پر کیا حال ہوتا ہوگا۔ آپ ایک تازہ انڈہ توڑ کر شراب میں ڈالیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ انڈہ، ابلتے ہوئے انڈے کی طرح سخت ہو جائے گا۔ گوشت کے دو ٹکڑے لیں۔ ایک کو پانی میں ڈال دیں اور دوسرے کو شراب میں۔ تین دن کے بعد آپ دیکھیں گے کہ پانی والا ٹکڑا اپنی اصلی حالت میں ہے اور شراب والے ٹکڑے پر ایک طرح کی سفیدی اور غبار سا آ گیا ہے۔ شراب میں عارضی مسرت اور ابدی مضرت ہے۔ اس کی تلخی ناقابلِ برداشت ہے۔ اس کا چند ساعت کا سرور، دیرپا غرور کا حامل ہے۔

گلاسوں میں جو ڈوبے پھر نہ ابھرے زندگانی میں　　ہزاروں بہہ گئے ان بوتلوں کے بند پانی میں
نہ کر برباد اپنی زندگی بوتل کے دیوانے　　وہ کاٹے گا بڑھاپے میں میں جو بوتا ہے جوانی میں
یہ دارو کا پیالہ موت کا کڑوا پیالہ ہے　　ملا ہے زہر شربت میں چھپی ہے آگ پانی میں

شراب نوشی کی عادتِ بد میں مبتلا وہی شخص نظر آتا ہے جس پر اللہ کا قہر ہو۔ ورنہ ایک عقل مند آدمی اس آتشِ سیال میں گرنا پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، شراب، جوا، آستانے اور پانسے (یہ سب) گندے اور شیطانی کام ہیں۔ پس ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ'' (سورۃ المائدہ: ۹۰)

مگر شراب پینے والوں کی بدبختی کی حد یہ ہے کہ مسلمان بھی کہلاتے ہیں اور اپنے اندر کی خباثت کی تسکین کے لیے شعائرِ اسلام سے نفرت کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اور اس طرح کی ہفوات بکتے ہیں کہ

فقیہِ شہر سے مَے کا جواز کیا پوچھیں
کہ چاندنی کو بھی حضرت حرام کہتے ہیں
نہ پینا حرام ہے نہ پلانا حرام ہے
پینے کے بعد ہوش میں آنا حرام ہے
زاہد! شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر
یا وہ جگہ بتا کہ جہاں پر خدا نہیں

فکرِ سود و زیاں چھوٹے گی
منّتِ این و آں چھوٹے گی
خیر دوزخ میں مَے ملے نہ ملے
شیخ صاحب سے جاں چھوٹے گی
زاہد! نہ خود پیئو نہ کسی کو پلا سکو
کیا بات ہے تمہاری شراب طہور کی!

ان میں کوئی کہتا ہے: ''شادی جسم فروشی کا سب سے مہنگا ادارہ ہے۔''
کوئی کہتا ہے: میں اللہ میاں کی اتھارٹی ہوں۔
کوئی کہتا ہے: ہاتھ کاٹنا وحشیانہ سزائیں ہیں۔
کوئی کہتا ہے: بقرہ عید پر قربانی پیسے کا ضیاع ہے۔
کوئی کہتا ہے: شراب پیتا ہوں۔ غریبوں کا خون نہیں پیتا۔
کوئی کہتا ہے: مجھے وحی آتی ہے۔
کوئی کہتا ہے: نکاح ایک فرسودہ رسم ہے۔
کوئی کہتا ہے: ادب میں مذہب کے لیے کوئی جگہ نہیں۔
کوئی کہتا ہے: مجھے گول مٹول ترشے ہوئے چہرے بہت خوبصورت لگتے ہیں۔

تو کوئی نشے میں دُھت ہو کر اذان کو کڑوں کوں، داڑھی کو کلغی اور دار العلوم کو ڈرب العلوم کا نام دیتا ہے۔

ان میں کوئی صافی شاعر ہے تو کوئی ''صوفی شاعر''۔ کوئی بغلوں میں کتے لیے پھرتا ہے۔ کوئی بے مثال ہے تو کوئی عرسی قوال ہے۔ کوئی کتابوں کا ڈاکٹر ہے تو کوئی حسن کی اولاد کہلاتا ہے۔ کوئی حضور فیض گنجور، آنکھ اوجھل، پہاڑ دور ہے۔ اور کوئی چہرہ ہے پچکا ہوا اور ذہن سے معذور ہے۔ کوئی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے تو کسی کو سوقیانہ شاعری کا سودا ہے۔ کوئی پھٹی ہوئی کتاب کا پشتہ ہے تو کوئی دختِ رز کا کُشتہ ہے۔ رات کے تاریک سناٹے کی پیداوار یہ لوگ کہ جن کی رگو میں خون کے بجائے شراب دوڑتی ہے، ایسا ہذیان بکتے اور اللہ کے خوف کو آگ دکھاتے ہیں اور

حشر میں کیا منہ دکھلائیں گے ظالم
شرم ان کو مگر نہیں آتی!